اپنے اپنے راج پالوں کو لگام دو...... ورنہ......

جاوید چوہدری

راج پال لاہور کا ایک کتب فروش تھا، یہ ہندوؤں کی متعصب جماعت آریہ سماج کا ممبر تھا، آریہ سماج ۱۸۷۵ء میں ممبئی میں بنی، اس کا بانی سوامی دیانند سرسوتی تھا، یہ قدیم ویدوں کو دنیا کے تمام مذاہب کا ماخذ قرار دیتا تھا، اس کا نعرہ تھا ''ہندوستان صرف ہندوؤں کا'' چنانچہ یہ عیسائیوں اور مسلمانوں دونوں کو ہندوستان سے نکالنا چاہتا تھا، اس نے مسلمانوں کو زبردستی ہندو بنانے کی کوششیں بھی شروع کر دی، یہ اس کوشش کو ''شدھی'' کہتا تھا، دیانند اور اس کے شاگردوں نے مسلم علماء سے مناظروں کا سلسلہ بھی شروع کر دیا جس نے ہندوستان کی سماجی زندگی میں ابال پیدا کر دیا، آریہ سماج ہندوستان کے مختلف علاقوں سے ہوتی ہوئی لاہور پہنچی اور دیانند نے اس شہر کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنا لیا، پنجاب مسلم اکثریت کا صوبہ تھا اس صوبے کے دارالحکومت میں آریہ سماج کے قیام سے لاہور میں لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا ہو گیا، ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان فسادات ہونے لگے، انگریز انتظامیہ کو یہ فسادات روکنے کے لیے بڑے جتن کرنا پڑتے تھے، دیانند سرسوتی نے ''ستیارتھ پرکاش'' کے نام سے ایک متنازعہ کتاب بھی لکھی، اس کتاب کا چودھواں باب عیسائیت اور اسلام کے خلاف تھا، آج کا لبرل سے لبرل مسلمان بھی یہ باب پڑھتے ہوئے اپنے جذبات قابو میں نہیں رکھ سکتا، راج پال اس متعصب تنظیم کا فعال رکن تھا، یہ لاہور میں کتابیں بیچتا تھا لیکن اس کا زیادہ تر وقت مسلمانوں کے خلاف شرانگیزی میں گزرتا تھا، ۲۶۔۱۹۲۵ء میں اس کے ذہن میں شیطانی خیال آیا، اس نے متنازعہ اسلامی کتب سے مختلف واقعات اور ضعیف احادیث جمع کیں، ان میں اضافہ اور کمی کی، ان کو ان کے پس منظر سے الگ کیا، انھیں کتابی شکل دی اور ۱۹۲۸ء میں رنگیلا رسول (نعوذ باللہ) کے نام سے انتہائی واہیات اور گستاخانہ کتاب شائع کر دی، آریہ سماج کے کارکنوں نے یہ کتاب چند دن میں ہندوستان بھر میں پھیلا دی، مسلمانوں کی طرف سے شدید ردعمل سامنے آیا، ہندوؤں نے بے حسی کا مظاہرہ کیا اور یوں فسادات کا سلسلہ شروع ہو گیا، معروف عالم دین مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری اور مولانا ظفر علی خان سمیت اس وقت کے عظیم سیاسی اور مذہبی رہنماؤں نے راج پال کے خلاف جلسے اور جلوس شروع کر دیے، لاہور کی فضا مکدر ہو گئی چنانچہ پولیس نے راج پال کو گرفتار کر لیا، انگریز سماجی لحاظ سے توہین رسالت، توہین مذہب اور توہین خدا کا قائل نہیں چنانچہ یہ مذہبی توہینوں کے خلاف قانون نہیں بناتا، یہ مذہب کو ذاتی فعل سمجھتا ہے اور اس کا خیال ہے انسان کو ہر قسم کی مذہبی آزادی ہونی چاہیے لیکن انگریز ہمیشہ یہ بھول جاتا ہے کہ مذہب کا دائرہ واحد ایسا دائرہ ہے جس میں

غیر مذہب کا پاؤں آنے پر انسان انسان کو قتل کر دیتا ہے اور مسلمان اللہ تعالیٰ نبی اکرم ﷺ اور قرآن مجید کی حرمت کو اپنے ایمان کا حصہ سمجھتے ہیں، مسلمان ہر بات، ہر چیز پر سمجھوتہ کر لے گا لیکن برے سے برا مسلمان بھی نبی کی رسالت ﷺ کی حرمت پر کبھی کمپرو مائز نہیں کرتا، عشق رسول ﷺ مسلمان کی وہ دکھتی رگ ہے جسے چھیڑنے والے کو یہ کبھی معاف نہیں کرتا، ہم ۱۹۲۶ء میں واپس آتے ہیں، پولیس نے نقص امن کے جرم میں راج پال کو گرفتار کر لیا لیکن مقدمہ عدالت میں پہنچا تو معلوم ہوا انڈین ایکٹ میں مذہبی جذبات کی توہین کے بارے میں کوئی دفعہ ہی نہیں ہے چنانچہ راج پال کے وکیل نے دلائل دیے اور جج نے راج پال کی رہائی کا حکم دے دیا، راج پال کی رہائی لاہور کے مسلمانوں کے زخمی دلوں پر نمک کی بارش ثابت ہوئی اور یہ سسکیاں لے لے کر رونے لگے جب کہ ہندوؤں نے خوشی کے شادیانے بجانا شروع کر دیے، ہندوؤں کا خیال تھا، یہ فیصلہ ہندوستان میں ٹرننگ پوائنٹ ثابت ہوگا اور ہندو اب کھل کر حضور ﷺ کے خلاف گستاخی کر سکیں گے اور کوئی قانون اب انھیں روک نہیں سکے گا کیونکہ ان کے پاس عدالت کا حکم نامہ موجود ہے، اس ساری صورتحال نے ایک غریب ترکھان کو عالم اسلام کی عظیم شخصیت بنا دیا، اس شخص کا نام علم دین تھا، یہ دہاڑی دار ترکھان (کارپینٹر) تھا، یہ اوزار لے کر روز گھر سے نکلتا تھا، دن کو ایک آدھ روپے کی مزدوری مل جاتی تھی تو کر لیتا تھا ورنہ دوسری صورت میں خالی ہاتھ گھر واپس چلا جاتا تھا، یہ ۶ ستمبر ۱۹۲۹ء کو مزدوری کے لیے گھر سے نکلا، راستے میں مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری اور مولانا ظفر علی خان راجپال کی گستاخانہ حرکت کے خلاف تقریر کر رہے تھے، علم دین تقریر سننے کے لیے رک گیا، خطاب کے چند فقروں نے اس کی ذات میں طلاطم برپا کر دیا، اس نے اسی وقت بازار سے چاقو خریدا، سیدھا راج پال کی دکان پر گیا، راج پال کو اطمینان سے قتل کیا اور خود کو پولیس کے حوالے کر دیا اور تاریخ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے غازی علم دین شہید کے نام سے روشن ہوگیا، غازی علم دین شہید کے خلاف مقدمہ چلا اور انھیں ۳۱/اکتوبر ۱۹۲۹ء کو میانوالی جیل میں پھانسی دے دی گئی۔ غازی علم دین شہید پھانسی پا گئے لیکن عشق رسول ﷺ آج تک زندہ ہے اور یہ قیامت تک زندہ رہے گا۔ ہم اگر آج ۲۰۱۲ء میں بیٹھ کر اس واقعے کا تجزیہ کریں تو تین چیزیں سامنے آتی ہیں۔ اول، راج پال ۱۹۲۹ء کا جنونی، شدت پسند اور دہشت گرد تھا، اس کی متعصبانہ، جنونیت سے بھرپور اور دہشت گردانہ سوچ نے پورے ہندوستان میں فسادات شروع کرا دیے اور ان فسادات میں اس سمیت بے شمار لوگ مارے گئے۔ دوم، انگریز سرکار نے توہین رسالت، مذہبی توہین اور نظریاتی چھیڑ چھاڑ کے خلاف کوئی قانون نہیں بنایا تھا، قانون کی اس کمی نے راج پال جیسے لوگوں کو شہ دی، اس نے کتاب لکھی، گرفتار ہوا اور بعد ازاں قانون کی کمی کی وجہ سے رہا ہوگیا، راج پال کی رہائی نے جلتی پر تیل کا کام کیا، انگریز حکومت اگر اس مسئلے کو حقیقی مسئلہ سمجھتی، یہ توہین رسالت کے خلاف سخت قانون بناتی اور اس پر سختی

☆ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سنِ ولادت ۸۰ ہجری اور سن وفات ۱۵۰ ہجری ہے۔ ☆

سے عمل کرواتی تو راج پال کو ایسی کتاب لکھنے کی جراءت نہ ہوتی، نہ یہ جیل سے رہا ہوتا اور نہ ہی یہ عبرت ناک انجام کو پہنچتا اور سوم، رسول اللہ ﷺ ایسی بابرکت ذات ہیں جن کے بارے میں توہین اسلامی دنیا کا عام سا مزدور بھی برداشت نہیں کرتا اور یہ توہین اسے چند لمحوں میں غازی علم دین شہید بنا دیتی ہے، نبی اکرم ﷺ کی ذات بابرکت پر جان دینے اور جان لینے کے لیے کسی مسلمان کا عالم، حافظ یا پرہیز گار ہونا ضروری نہیں، لبرل سے لبرل، ماڈرن سے ماڈرن، پڑھے لکھے سے پڑھا لکھا اور گنہگار سے گنہگار مسلمان بھی توہین رسالت پر تڑپ اٹھتا ہے اور یہ یورپ، امریکا، کینیڈا اور جاپان جیسے ماڈرن ممالک میں رہنے کے باوجود گستاخوں کو قتل کرنے کے لیے گھر سے نکل کھڑا ہوتا ہے اور اس کے بعد سلمان رشدی ہو، سام باسیل یا پھر ٹیری جونز ہو، ان لوگوں کو جان بچانے کے لیے حلیہ بھی بدلنا پڑتا ہے، مکان اور شہر بھی تبدیل کرنا پڑتے ہیں اور اپنا نام بھی چینج کرنا پڑتا ہے، یورپ اور امریکا کے دانشور ہمیشہ یہ سوال کرتے ہیں اسامہ بن لادن اور ڈاکٹر ایمن الظواہری جیسے ماڈرن، تعلیم یافتہ اور شہزادے عالمی دہشت گرد کیسے بن جاتے ہیں، یہ آج تک اس بات پر بھی حیران ہیں کہ نائن الیون میں شامل ۱۹ نوجوانوں میں سے کسی کی داڑھی نہیں تھی، ان میں سے کوئی شخص کسی اسلامی مدرسے سے فارغ التحصیل نہیں تھا، یہ تمام نوجوان جدید تعلیم یافتہ تھے اور ان میں سے چند کے بارے میں یہ اطلاعات بھی ملی تھیں کہ یہ شراب خانوں میں بھی دکھائی دیتے تھے اور ڈسکوز میں بھی لیکن دنیا کی سب سے بڑی دہشت گردی کا ذریعہ بن گئے۔ یورپ اور امریکا کے دانشور دہائیوں سے وہ جذبہ، وہ چیز، تلاش کر رہے ہیں جو عام سے مسلمانوں کو غازی علم دین شہید اور سعودی شہزادہ کو اسامہ بن لادن بنا دیتی ہے' وہ جذبہ نبی اکرم ﷺ کی ذات سے محبت ہے، یہ محبت وہ عمل انگیز ہے جو عام گنہگار مسلمان کو غازی اور شہید کے مرتبے پر فائز کر دیتی ہے، آپ کو یقین نہ آئے تو آپ ''انوسینس آف مسلمز'' جیسی متنازعہ اور بدبودار فلم کے چند ٹریلرز کے بعد پوری دنیا میں ہونے والے واقعات کی فلم دیکھ لیں، بن غازی سے لے کر قاہرہ اور کینیڈا سے لے کر کراچی تک کیا ہو رہا ہے؟ مسلمان سڑکوں پر کیوں ہیں اور امریکا اپنے سفارتکاروں کی حفاظت کے لیے مسلم ممالک میں فوج کیوں بھجوا رہا ہے؟ اور آپ احتجاج میں شامل لوگوں کو بھی دیکھیے، آپ کو ان میں مدارس کے بچے کم اور لبرل مسلمان زیادہ ملیں گے، یہ تمام لوگ غازی علم دین شہید ہیں اور یہ اس بدبودار فلم کے خالق ماڈرن راج پال تک پہنچ گئے یہ اس کا وہی حشر کریں گے جو غازی علم دین شہید نے ۱۹۲۹ء میں راج پال کا کیا تھا چنانچہ آپ اگر مستقبل میں نائن الیون اور نئے اسامہ بن لادن سے بچنا چاہتے ہیں تو اپنے اپنے راج پالوں کے خلاف قانون سازی کر لیں ورنہ دوسری صورت میں صلیبی جنگوں کا ایک ایسا نیا سلسلہ شروع ہو جائے گا جس کا ہر دن نائن الیون ہوگا اور ہر سپاہی غازی علم دین شہید اور اسامہ بن لادن۔

امام محمد بن ادریس شافعی فرماتے ہیں: فقہ میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان امام محمد بن حسن کا ہے۔